قصیدہ در مدح امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف

آیات کا رخ بدل رہا ہے — قرآن کا دل سنبھل رہا ہے
یہ کس نے نقاب رخ سے الٹی — یہ نور کہاں ابل رہا ہے
ہاتھوں سے لئے حسام حیدرؑ — کعبے سے کوئی نکل رہا ہے
ایماں کے چراغ بجھ رہے ہیں — غیبت کا حجاب کھل رہا ہے
ہر اشک لئے ہے ان کی صورت — پانی میں چراغ جل رہا ہے
آئے گی قیامت اس بہانے — ہر لمحۂ زیست ٹل رہا ہے
قائم کے قدم کی برکتوں سے — دنیا کا نظام چل رہا ہے
شیشوں کے چراغ جھلملائے — آنکھوں کا خمار ڈھل رہا ہے
پانی پہ عریضۂ محبت — کشتی کی طرح سے چل رہا ہے
دریا کو تو ہے سکون، لیکن — ارمان دلی مچل رہا ہے
ہر شب کے چراغ ہو چکے گل — اس شب کا چراغ جل رہا ہے
پھر عرش سے مئے برس رہی ہے — پھر فرش پہ جام چل رہا ہے
پھر بزم سرور میں ہے رونق — پھر زہد کا دل مچل رہا ہے
توبہ کے قدم نہ لڑکھڑائیں — پھر جام شراب ابل رہا ہے
ہے جام بدست موج دریا — میخانہ جگہ بدل رہا ہے
اے چارہ گر حیات آ جا — بیمار کا دم نکل رہا ہے
اے کاش کہے زمانہ مجھ سے — پردے سے کوئی نکل رہا ہے

قصیدہ در مدح سید الشہداء امام حسین علیہ السلام

ادیب اکبر انیسؔ العصر سید ابن الحسین مہدی نظمیؔ اجتہادی

بہاروں نے رلایا ہے لہو اہلِ گلستاں کو — لگا دے آگ اے برق تپاں فصلِ بہاراں کو
جنوں پرور مزاجِ موسمِ گل ہے تو دیوانو! — مٹا دو امتیازِ چاکِ دامان و گریباں کو
مزاج آبلہ پائی کو بھی مرغوب ہیں کانٹے — لہو پینے کی عادت ہے اگر خارِ مغیلاں کو